ریحانہ آفتاب

عید تمہارے سنگ پیا

PDFBOOKSFREE.PK

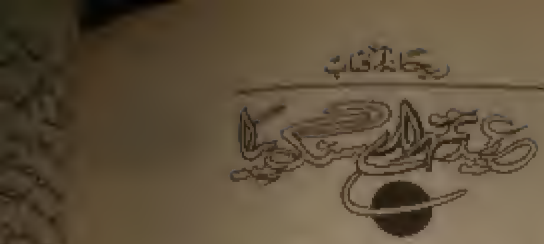

"ہیلو جانان! مشہور و معروف فیشن ڈیزائنر اور کون میں؟" استعجابیہ آواز اس کا سریلا سا انداز میں گھورا۔ اسکائی بلو جینز پہ ہم رنگ شرٹ پہنے وہ اچھا لگ رہا تھا۔ کف کے بٹنز کھلے ہوئے تھے۔ خوبصورت ہیئر کٹ کے ساتھ تازہ شیو کی نیلاہٹیں لیے بے حد فریش نظر آرہا تھا۔ سحر انگیز مسکراہٹ لبوں پہ رقصاں تھی۔ شوخ نگاہیں اس کا طواف کررہی تھیں۔

"کچن میں موجودگی پہ حیرانی کیوں؟ کیا میں لڑکی نہیں ہوں؟" وہ پلٹ کر اوون سے چاکلیٹ چپسٹری

ناولیٹ

نکال رہی تھی۔

"شکر ہے تم لڑکی ہو ورنہ میرا کیا ہوتا؟" لب و فریج کے اندر جھانک رہا تھا۔

"تمہیں خبر تھی بھابھی کو ڈراپ کرنے میں آرہا ہوں؟" اس نے فریج سے ڈائٹ کوک سوفٹ کی بوتل نکال لی ہو اس نے ایک گلاس پہلے بھر کر فریج میں رکھا تھا۔ دوسرے ہاتھ میں اوون جوس کا ٹن پیک تھا۔ اسپون اسٹینڈ سے چمچہ لے کر ڈائنل ڈالی کررہا تھا۔

"ہوں۔ اچھا ہے۔" ساتھ ہی کنسٹ سے بھی نوازا آیا۔ ٹن کھول کر لبوں سے لگایا۔

"تیار ہوں۔ مجھے مگر تم جیسا "مردان" نہیں دیکھا۔" ظفر کی نظروں سے گھورنے اس نے ڈائنل کی بوتل تھپتھپائی۔ "تھوڑا سا اور تو کھائے ہو۔" کہتا ہوا کہا۔

"وہ لوگ جب کافی کپ کے بعد میں ڈائنل کر دوسرے کا حال پوچھتے ہیں تو ظفر صاحب کھانا ہضم کرتے ہیں تب۔" ڈیوڑھی میں ریلیشپ شپ سمجھا رہی تھی۔

"واقعی میں نے کافی بد تمیزی کا ثبوت دیا ہے۔ ویری سوری! ابھی سب ٹھیک کرلیتا ہوں۔" اس نے ٹن شیلف پہ رکھ کر دونوں ہاتھوں کو ٹیپس میں رگڑا پھر دائیاں ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔

"ہیلو سیم! میں انڈر اسٹینڈ ہوں آپ کی سہیلی سسٹر کاٹا میں دیور۔ جسے آپ دو سالوں سے جانتی ہیں اور جس تک میری یادداشت کام کررہی ہے پچھلے ڈیڑھ برس سے ہم دونوں ایک دوسرے کی محبت میں گرفتار ہیں۔ ہفتے میں ان گنت بار ملتے بھی ہیں۔ گھنٹوں آن لائن ہوتے ہیں۔ سو یہ پوچھنا ہے آپ کیسی ہیں؟"

"میرا کہنے کا یہ مقصد نہیں تھا۔" اس کی بات کاٹ کر ہاتھ پہ ہاتھ مارا۔

"میں تو ظفر صاحب" سمجھا رہا تھا۔"

"تم یونہی بے ترتیب ٹھیک ہو۔" اس نے زخ ہوئے ہاتھ ہلا دیے۔

"نوازش مگر آپ سنوری ہوئی کافی اچھی لگ رہی ہیں۔" بلیک سوٹ بلیک اینڈ اسکائی بلو پرنٹڈ ٹوپ کھلے بالوں میں وہ اس کی نظروں میں تھی۔

"شاور لینی لاؤنج میں لے جاؤ۔" وہ سامنے سے آتی ملازمہ سے گویا ہوئی۔ وہ سر کی تعمیل کرتی ہوئی ہی ادا ارتضیٰ نے اوون جوس جان اس کی طرف بڑھایا کہا

زندگی ہے جنت بھی جہنم بھی
ہے اس مقولے پہ ایمان کی حد تک یقین رکھتے تھے۔ ان کا ماننا تھا کہ ہر انسان کی زندگی میں بہت سے فیکٹرز ہوتے ہیں جو اس کی زندگی کو بنانے یا بگاڑنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ فیکٹرز انسان کے اپنے کنٹرول میں ہوتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتے۔ ان کے نزدیک ایک کامیاب زندگی گزارنے کے لیے ان فیکٹرز کو سمجھنا اور ان کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا بہت ضروری ہوتا ہے۔

ان کی بیٹی ایمان کی پیدائش کے بعد ان کی زندگی میں بہت سی تبدیلیاں آئی تھیں۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا محور بن گئی تھی۔ ان کی ہر خوشی اور ہر غم اپنی بیٹی کے ساتھ جڑا ہوا تھا۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا سہارا تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا خزانہ تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا تحفہ تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا معجزہ تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا راز تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا سچ تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا جھوٹ تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا دکھ تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا سکھ تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا غم تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا خوشی تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا راز تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا سچ تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا جھوٹ تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا دکھ تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا سکھ تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا غم تھی۔ ان کی بیٹی ان کی زندگی کا سب سے بڑا خوشی تھی۔

☆ ☆ ☆

ارحم ارتضیٰ بلیجا بارون کی محبت میں مبتلا ہونے

ہوئی۔

"تمہارے لئے میں نے تمہارا پسندیدہ رنگ منتخب کیا ہے۔" وہ کہہ رہا تھا۔

نیلوں میں نیلا
خوابوں میں خوابوں کا خواب
ہے سب سے تم خود سے جدا ہو کے
خدا کی قسم تم خدا ہو گئے

واپسی میں اس نے یہ شعر آن قافیہ گلوکار کے ساتھ گنگنایا تھا۔ بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔

پرسکون کوٹھے پر اس نے گاڑی کو بریک لگایا۔ بلیجا باردن نے خاموشی سے اسے دیکھا۔ ڈیش بورڈ سے بلیک کیس اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا۔

"تمہارے لئے لایا تھا۔" خاموشی سے کیس لے کر کھول کر دیکھا۔ اندر وہائٹ گولڈ کی چین اور رنگ تھی۔

"بہت خوبصورت ہے۔" اس نے کیس بند کرتے ہوئے کہا۔ اڈون نے کیس اس سے لے لیا۔ کیس سے رنگ نکال کر اس نے کمال استحقاق سے اس کا بایاں ہاتھ تھام لیا۔ قریب تھا کہ تیسری انگلی میں رنگ ڈال دیتا۔ بلیجا نے سرعت سے انگلیوں کو موڑ لیا۔

"کیوں؟" اڈون نے ساتھ نہیں دیا مگر آنکھوں میں سوال در آیا۔ ایک پل میں اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا جیسے وہ ایسا کچھ توقع نہیں کر رہا تھا۔ اس کے تغیر کو دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں گویا ہوئی۔

"تمہیں چاہیے میں نے تمہارے ہاتھوں رنگ پہن کر دلی مسرت ہوگی مجھے لیکن یہ صرف ایک رنگ نہیں ہے' یہ لائف ٹائم کمٹمنٹ ہے اور میں چاہوں گی یہ کمٹمنٹ تم سب کے سامنے کرو' یوں نہیں۔"

اس کے چہرے کی رونق لوٹ آئی۔

"تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔ میں سمجھا ہوں اور مجھے سب کے سامنے کمٹمنٹ کرنے میں بھی کوئی عار نہیں لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ تب تک کیا تم اس رنگ کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتیں؟" اس نے رنگ کو چین میں پرو کر چین اس کی طرف بڑھائی۔ وہ

ہوں گی۔ سب کا ہاتھ تھامے وہ ان کے ساتھ ہی کھڑی تھی۔ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اس نے نرمی سے دبایا تھا۔ "ہم سب ہیں نا تمہارے ساتھ۔ ہم تمہیں کچھ نہیں ہونے دیں گے۔ ہم تمہیں ہارنے نہیں دیں گے۔" بھیگی آواز گلے میں پھنس گئی تھی۔ وہ اس کا ہاتھ تھپتھپا رہی تھی۔ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اس نے نرمی سے دبایا تھا۔ "ہم سب ہیں نا تمہارے ساتھ۔ ہم تمہیں کچھ نہیں ہونے دیں گے۔ ہم تمہیں ہارنے نہیں دیں گے۔" بھیگی آواز گلے میں پھنس گئی تھی۔ وہ اس کا ہاتھ تھپتھپا رہی تھی۔

"تم ہمت نہیں ہارو گی۔ تمہارے ہاتھ کی تیسری انگلی میں اگر کبھی کوئی تنگ محسوس کرے تو وہ میرے ہم کی ہو گی۔" بھیگی آنکھوں سے بھیگی آواز تھی۔

"اگر ہو۔"

"ہو گی نہیں ہو گی۔" اس کے رخسار بھرے لیے نے اسے چپ رہنے پہ مجبور کر دیا۔

○ ○ ○

ملیحہ جانتی تھی وہ اس کی تلخی کو ہر طرح سے سمجھا کر دیکھ چکی تھی مگر اس پہ اس کی کسی بات کا مطلق اثر نہ تھا۔ اس کے شب و روز بتوز دی تھے۔ وہ ہر بار اس سے ہزار منگی کا اظہار کرتا چاہتی اور وہ ہر بار اس کے سوز کو اپنے سینے میں پالتا۔ سیما اور عاشر کی شادی کی تیسری سالگرہ تھی۔ پارٹی میں زیادہ تر بزنس صنعت کار ہی مدعو تھے سو موضوع بھی اسی قسم کا تھا۔

"یہ پارٹی کم اور صبر کا امتحان زیادہ لگ رہا ہے۔ یہاں تو سانس لینا بھی دوبھر ہو رہا ہے۔ ہوا تک میں بھی بزنس حلول کر گیا ہے۔ بس تم میرے ساتھ رہو۔" وہ اس کا ہاتھ تھامے کہہ رہا تھا۔ پھپھا، ماما اور ابرار بھی آئے تھے۔ پارٹی ختم ہونے کے بعد وہ سب جا چکے تھے۔ سیما نے اسے روک لیا تھا۔ رات کافی ہو چکی تھی۔ سب سونے جا چکے تھے۔ چیک کر کے وہ بھی سونے کا ارادہ رکھتی تھی۔ برش کرتے اس کی نظر شیا لکھنی پہ پڑی۔

اپنے کام سے فارغ ہو کر باتھ روم میں نکل آئی۔

ہوں گی۔ سب کا ہاتھ تھامے وہ ان کے ساتھ ہی کھڑی تھی۔ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اس نے نرمی سے دبایا تھا۔ "ہم سب ہیں نا تمہارے ساتھ۔ ہم تمہیں کچھ نہیں ہونے دیں گے۔ ہم تمہیں ہارنے نہیں دیں گے۔" بھیگی آواز گلے میں پھنس گئی تھی۔ وہ اس کا ہاتھ تھپتھپا رہی تھی۔

"تم ہمت نہیں ہارو گی۔ تمہارے ہاتھ کی تیسری انگلی میں اگر کبھی کوئی تنگ محسوس کرے تو وہ میرے ہم کی ہو گی۔" بھیگی آنکھوں سے بھیگی آواز تھی۔

"اگر ہو۔"

"ہو گی نہیں ہو گی۔" اس کے رخسار بھرے لیے نے اسے چپ رہنے پہ مجبور کر دیا۔

○ ○ ○

ملیحہ جانتی تھی وہ اس کی تلخی کو ہر طرح سے سمجھا کر دیکھ چکی تھی مگر اس پہ اس کی کسی بات کا مطلق اثر نہ تھا۔ اس کے شب و روز بتوز دی تھے۔ وہ ہر بار اس سے ہزار منگی کا اظہار کرتا چاہتی اور وہ ہر بار اس کے سوز کو اپنے سینے میں پالتا۔ سیما اور عاشر کی شادی کی تیسری سالگرہ تھی۔ پارٹی میں زیادہ تر بزنس صنعت کار ہی مدعو تھے سو موضوع بھی اسی قسم کا تھا۔

"یہ پارٹی کم اور صبر کا امتحان زیادہ لگ رہا ہے۔ یہاں تو سانس لینا بھی دوبھر ہو رہا ہے۔ ہوا تک میں بھی بزنس حلول کر گیا ہے۔ بس تم میرے ساتھ رہو۔" وہ اس کا ہاتھ تھامے کہہ رہا تھا۔ پھپھا، ماما اور ابرار بھی آئے تھے۔ پارٹی ختم ہونے کے بعد وہ سب جا چکے تھے۔ سیما نے اسے روک لیا تھا۔ رات کافی ہو چکی تھی۔ سب سونے جا چکے تھے۔ چیک کر کے وہ بھی سونے کا ارادہ رکھتی تھی۔ برش کرتے اس کی نظر شیا لکھنی پہ پڑی۔

اپنے کام سے فارغ ہو کر باتھ روم میں نکل آئی۔

چلی گئی۔ ہاشم نے اس کے جانے کے بعد ایک سگریٹ سلگا لیا۔ اس کے ذہن میں ایک ہی سوال بار بار ابھر رہا تھا۔ کیا وہ واقعی اس کی محبت میں گرفتار ہو چکا ہے؟ اس کے دل نے اثبات میں جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک لہرائی۔ اس نے سگریٹ کا ایک لمبا کش لیا اور دھواں فضا میں چھوڑتے ہوئے بڑبڑایا۔

"ہاشم! تم واقعی اس کی محبت میں گرفتار ہو چکے ہو۔"

اس کے ذہن میں ایک اور سوال ابھرا۔ کیا وہ اس کی محبت کے قابل ہے؟ اس کے دل نے فوراً جواب دیا۔

"ہاں! تم اس کی محبت کے قابل ہو۔"

اس نے سگریٹ کا ٹکڑا ایش ٹرے میں مسل دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ کمرے سے باہر نکلا تو اس کے چہرے پر ایک عجیب سی چمک تھی۔ وہ سیدھا ڈرائنگ روم میں آیا۔ وہاں اس کی ماں اور بہن بیٹھی ہوئی تھیں۔ اس کی ماں نے اسے دیکھا تو پوچھا۔

"ہاشم! کہاں تھے اب تک؟"

"امی! میں اپنے کمرے میں تھا۔"

"کیا کر رہے تھے؟"

"کچھ نہیں امی! بس یونہی۔"

"بیٹا! تم نے ہمیں بتایا نہیں کہ تم کس لڑکی سے محبت کرتے ہو؟"

"امی! وہ لڑکی بہت اچھی ہے۔ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

"بیٹا! ہم تمہاری خوشی میں خوش ہیں۔ ہم کل ہی اس کے گھر جائیں گے۔"

"امی! وہ لڑکی بہت غریب ہے۔"

"بیٹا! ہمیں اس کی غربت سے کوئی غرض نہیں۔ ہم صرف تمہاری خوشی چاہتے ہیں۔"

"امی! میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

"بیٹا! اب تم آرام کرو۔ ہم کل اس کے گھر جائیں گے

[illegible]

[illegible] ہے۔ [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کرنے لگی۔

"میں [illegible] ہے۔ میری [illegible] اسٹرانگ [illegible] ہے۔ مشہور ایڈورٹائزنگ [illegible] ہے۔" ایک دم سے [illegible] اس نے سوتے [illegible] پکڑ لیا۔ خود کو [illegible] دیا۔ تاسف سے لب [illegible] رہی تھی۔

"ایز [illegible] برادر میں نے تمہاری طرف [illegible] کی تھی اپنے [illegible] ان [illegible] کے آگے [illegible] وجہ سے کہ تم [illegible] اب [illegible] سے محبت کرتے ہو مگر [illegible] تم [illegible] ہی عزت کرتے ہو [illegible] اپنے [illegible] کا [illegible] ان کا [illegible] میں نے [illegible] تھا تم جو میرے [illegible] اب [illegible] خواب دیکھ رہے ہو وہ پورا کروں۔ اگر جو خبر ہوتی کہ میرے بات کرتے ہی وہ [illegible] "فانا" ہادی اذکار کا [illegible] انکیجمنٹ کر لیں گے تو یہ قصہ پہلے ہی [illegible] ناحق اپنا [illegible] عرصہ [illegible] تمہارے ساتھ دیکھ کر میں نے اپنا خون جلایا۔ تم اپنے ارمانوں کی قبر [illegible] کوئی اچھا سا [illegible] کا سوچ [illegible] اب تک میں انگیجمنٹ سے ہو آتا ہوں۔ ہمارا آپ میں بھی کتنا [illegible] ہوں۔ اب آپ کہاں میرے ساتھ میرے سسرال چلیں گی۔ آپ [illegible] بیٹے کے آنسو پونچھیں۔ سوئیری آن۔"

عاشر کا لہجہ بہت [illegible] تھا۔ مٹھیاں بھینچے اور نگاہ آنکھوں سے وہ اس [illegible] کا انداز دیکھ رہا تھا۔ بے یقینی غرور کو چھو رہی تھی۔ عاشر کے قدم پورچ کی طرف اٹھے تو وہ [illegible] تھا۔

"لڑکی ہماری [illegible] نیڈ لک۔" پھر وہ میزبیوں کے پیچھے گم ہو گیا۔ سب پہلے سرخی میں ہلاتے مساکت نظروں سے وہ اس [illegible] منظر کو گھورے جا رہا تھا۔ دل کی گہرائی میں درد کی [illegible] اتر آئی تھی۔ مٹھیوں کی ابھری رگیں شدت ضبط کی امین تھیں۔

"لڑکی!" عاشر نے بڑبڑاتے پکارا تھا۔ آج انہیں اپنی [illegible] ذہانت کے ساتھ اس کی محرومی کا احساس ہوا تھا۔ [illegible] تھیں بچپن سے آج تک اس نے کبھی ان سے [illegible] کی تھی۔ [illegible] کی [illegible] سمیں تھا۔ [illegible] تھی وہ [illegible] چلائے کیونکہ [illegible] اس [illegible] کی [illegible] کی تھی [illegible] وہ ان سے [illegible] والے عاشر نے آج اس سے اس کی [illegible] گئی۔ چند [illegible] سماعت و [illegible] پورچ کی طرف چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد [illegible] مین [illegible] کراس کر کے ہوا سے [illegible] کر رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

اپنی بوتیک کے سب سے خوبصورت [illegible] کے [illegible] میں ماہ پیشن کے ہاتھوں تیار ہو [illegible] چین لگ رہی تھی۔ ڈریسنگ روم میں اس وقت کوئی نہیں تھا۔ لڑکے والے آ چکے تھے۔ تھوڑی دیر میں [illegible] مروقہ آئینے کے آگے کھڑی ہو گئی۔ اس دن اس روپ کا انتظار تھا۔ اب جب یہ ساعت آئی تھی [illegible] دل [illegible] کھڑی تھی تو احساسات برف کی سل میں [illegible] گئے تھے۔ اس کے تمام خواب [illegible] اور [illegible] بند [illegible] تھے اور وہ ہادی اذکار کی منگیتر بننے [illegible] اس طوفان کو روکنے کی اس نے اپنی سی پوری کوشش کی تھی مگر ایک اس طوفان پہ بند نہ باندھ سکی۔ [illegible] میں پروہ [illegible] اب بھی اس کے گلے میں [illegible] تھا۔ مگر [illegible] اس سے بہت دور ہو گیا تھا۔ وہ رو نہیں رہی تھی نہ ہی اسے رونا آ رہا تھا۔ رنگ محل میں [illegible] اپنے اک اک [illegible] میں وہ اسے کھوج رہی تھی [illegible] ڈھونڈ رہی تھی۔ جو نجانے کن راہوں کی خاک چھان رہا تھا۔ جو ہمیشہ اس کی باتوں کو ٹال جایا کرتا تھا۔ [illegible] ڈریسنگ روم کا دروازہ کھول کر کوئی اندر داخل ہوا۔ پر اس نے آئینے میں اس کے عکس کو ابھرتے دیکھا۔ وہ تصور نہیں اپنی ہستی کا زعم لیے اس کے سامنے تھا۔ اسے شانوں سے پکڑ کر اس نے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔ ساحر نظریں اس کے حسین روپ میں ایک ٹک گئیں۔ اس کے دونوں شانوں کو تھامے وہ [illegible] آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سے پوچھنے لگے

رہا تھا۔ وہ اٹھ بیٹھی۔ اس کی انگلیاں اب بھی گیلی تھیں۔ یہ وقت ہے وہ اٹھا کہ اس نے اس کی کلائی تھام لی۔ مٹھی کی انگلیاں لڑ گئی تھیں۔ تیسری اور چوتھی انگلی سے خون رس رہا تھا۔ باقی دونوں انگلیوں کے ناخن ٹوٹ گئے تھے۔ تکلیف کی شدت سے وہ بلبلا رہی تھی۔

"ساری میرے پاس اور کوئی رات نہیں تھا۔" ہولے سے سرگوشی کی کے وہ ڈریسنگ روم سے نکل کر باہر نکل آئی۔ کچھ میوزک آن تھا۔ مگر کمرہ خالی تھا۔ اس نے سکھ کا سانس لیا۔

"چلو اچھا ہوا تم آگئیں۔" سیما کے ساتھ کئی اس کو اسٹیج پر لے جانے کو آموجود تھیں۔ پٹی ہی جا رہی تھی۔ انگلیاں صاف کر رہی تھی۔

"یہ کیا ہوا؟" سیما نے گھبرا کر پوچھا۔

"نئے گانا انگلیاں تو بری طرح زخمی ہو گئی ہیں۔ یہ کیسے؟" وہ تشویش سے مبتلا نظر آرہی تھی۔

"میرا سر بہت درد ہو رہا تھا آپ کو بلانے کے لئے وہ اسے تنگ آئی تو درد اور تکلیف سے چیخ گیا اور انگلیاں دب گئیں۔" شدت کرب سے سرخ آنکھیں چراتے ہوئے وہ کہانی سنا رہی تھی۔

"میک اپ کی تو صحیح کر فرسٹ ایڈ منگواؤ یا پھر ایسی بھی ہو رہی ہے۔ آج نئے دن اور وہ بھی بیاں باقر کے۔" تھوڑی دیر بعد جاوید انگلیوں میں بینڈیج کیے وہ اسٹیج پر جان آثار کے پہلو میں آن جان تھا۔ یہ کہانی بنائی گئی تھی۔ اس نے سیدھے ہاتھ کی شہادت انگلی میں رومال باندھ دی۔ اسٹیج تالیوں سے گونج اٹھا تھا۔

☆ ☆ ☆

آسمان مٹھی بھر تاروں میں نہا گیا تھا۔ شب برات کی بارہ بجے رات تھی۔ چھت کی منڈیر سے لگی کافی دیر سے وہ آتش بازی کا دلفریب نظارہ دیکھ رہی تھی۔ پٹاخوں سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ بچے اپنے اپنے چھتوں پر پھلجھڑیاں جلا کر

دکھا رہے تھے۔ محبت سے [illegible] تک کی تو [illegible] کے ساتھ وہ [illegible] میں آگیا۔ بارہ بجے کے بعد یاد فرمایا [illegible] کے حضور سجدہ ریز ہو گئی۔ ساری رات عبادت میں گزاری۔ پچھلی شب رات میں اذان فجر تک اس کے پاس تھا۔ اور بار بار اسے تنگ کرتا تھا۔ اسے کہتا تھا۔

"اتنے برے ہو گئے ہو تمہیں تو نہیں کہ عبادت کی رات ہے کیسے مسلمان ہو تم؟" اس نے دلگرفتگی سے مسکرا کر کہا تھا۔

"عبادت کرتے ہوئے بڑی اچھی لگ رہی ہو۔ اتنا پاکیزہ سکون میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ اللہ سے یہ مانگتے مانگتے تو یقیناً تم اسے بھی بڑی اچھی لگنے لگو گی۔" تب وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگی تھی۔ آج تو وہ اس کے پاس تھا۔ نہ اس کی آواز گئی۔ ہاتھ دعا کو اٹھائے وہ کچھ بھی تو نہ مانگ سکی۔ بھی بھی اب ساتھ نہیں رہنے کسی کی ہر دھڑکن دھڑکن کر اپنی تشنہ آرزو میں بیان کرتی ہے۔ اور اللہ ہر رات ساتوں آسمان سے نیچے آکر اپنے بندوں کو مانگنے کو کہتا ہے۔ اپنے قریب رکھتا ہے۔ بے شک اس کی نگاہوں سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ وہ ہتھیلوں کا فاصلہ بھی جانتا ہے۔ دل میں سر اٹھاتی حسرتوں خواہش بھی دیکھ لیتا ہے۔ پلکوں تلے بننے والے خوابوں سے بھی آشنا ہوتا ہے۔

پو پھٹ چکی تھی۔ ساری رات کی جاگی آنکھیں جل رہی تھیں۔ آنکھوں کی جلن طویل شب بیداری کی چغلی کھا رہی تھی۔

تکیہ پر اس نے سر رکھے دکھتی آنکھوں کو شہادت کی انگلیوں سے مسلا۔ دفعتاً اس کے ہاتھ کی حرکت ساکت ہوئی۔ ہاتھ بڑھا کر اس نے سیل اٹھایا۔ اسکرین پر موجود نام اور نمبر پر دل کی دھڑکن تھم گئی۔ ناچاہتے ہوئے بھی اس نے کال ریسیو کر لی۔

"ہیلو۔" آواز کانوں میں پڑی تھی۔

"وہ رہا ہو؟" اس کی حیرت سے اچھل پڑا۔

ہمارا ساتھ ہے۔ آمین۔" اس نے دعا مانگی۔ "اچھا اب میں چلتا ہوں۔ تمہیں بہت اچھی سی نیند آئے گی۔" اس نے دعا دی۔ وہ خاموش رہی۔

"کچھ کہنا ہے؟ کچھ کمی تو نہیں رہ گئی؟" اسے خاموش دیکھ کر پوچھا۔

"بہت کمی رہ گئی ہے۔" لہجہ آنسوؤں میں ڈوب گیا۔

"دوسری طرف میں اس وقت خود کو کنٹرول نہ کر سکا۔" وہ بے چارگی سے اپنے جذبوں کا اعتراف کر رہا تھا۔

"مجھے معاف کر دو۔" چند ثانیے خاموشی رہی۔

"عبادت کی تھی؟ میں نے بھی کی۔ میں نے اللہ سے تمہیں مانگا ہے اور مجھے یقین ہے میری دعا پوری ہو گی۔ ابھی مسجد سے لوٹا ہوں۔ تم بہت یاد آ رہی تھیں۔ کافی دن ہو گئے تھے تم سے بات کیے۔"

وہ اس انداز میں کہہ رہا تھا جیسے ان کے مابین کچھ نہ ہوا ہو۔ وہ اکا دکا انداز تھا۔ جیسے لمبے ٹور سے لوٹا ہو اور وہ روٹین ملاقاتوں میں ہو۔ حقیقت کو قبول نہ کرنے سے حقیقت کی اہمیت بدل نہیں جاتی۔ بلیجا ہارون جانتی تھی وہ اس کا گزارا کال ہے جبکہ آج وہ کسی کی منگیتر ہے۔ کل ڈسکنٹ کر کے اس نے سیل لاک کر دیا۔

"ازبن ارجنٹلی! اسی دن کے ڈر سے تمہیں بھگاتی تھی۔ تم نے خود تو دکھوں کا سودا کیا ہی ساتھ ہی مجھے بھی درد کے سمندر میں ڈال دیا۔ محبت کے نام پر کیا دیا تم نے مجھے درد۔ تڑپ، کسک، ملال، اذیت کتنے شامل ہو تمہارے حسن، نظام، بے مہر یادوں آنکھوں پر رکھے وہ لمحات کے پل سے گزر رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

اتوار کا دن تھا۔ بلیجا کو چھوڑ کر سب عاشر کے ہاں مدعو تھے۔ عاشر پہاڑی گڑبگ میں ہمیشہ سے تھا۔ سو اس کے بلاوے پر پپا اور ابرار بھی آئے بیٹھے تھے۔ ڈنر تو اک بہانہ تھا۔ اصل میں تو عاشر پپا کی شہرت کو کیش کروانا چاہتا تھا۔ اسی لیے اس نے اپنے ملنے والوں کو مدعو کیا تھا۔ ابرار کو بھی اس نے اسی لیے بلایا تھا۔ وہ جانتا تھا ابرار پپا کی بہت عزت کرتا ہے۔ اس کی بات نہیں ٹالے گا۔ وہ آئے گا تو پپا بھی آ جائیں گے۔ وہ آئے تو ان کا ملنا ملانا ہو جائے گا۔ ابرار کی ان سے ملاقات ہو جائے گی۔ وہ ان کا کلائنٹ بن جائے گا۔ عاشر کا بزنس بڑھ جائے گا۔ اس کی ترقی کے راستے کھل جائیں گے۔ وہ ان کے ذریعے بہت آگے جا سکتا ہے۔ اسی لیے اس نے ابرار کو بلایا تھا۔ ابرار کے ساتھ اس کی بیوی اور بیٹی بھی آئی تھیں۔ وہ ان کی بھی بہت آؤ بھگت کر رہا تھا۔ ابرار کی بیوی اور بیٹی کو بھی اس نے بہت اچھا گفٹ دیا تھا۔ ابرار کی بیوی اور بیٹی بھی اس کی بہت تعریف کر رہی تھیں۔ وہ بہت اچھا کوک اور اچھا میزبان تھا۔ ڈنر کے بعد سب ڈرائنگ روم میں آ بیٹھے۔ عاشر نے کافی کا مگ پپا کو تھمایا۔ ابرار کی فیملی کافی کے مگ لیے پپا کے گرد بیٹھی تھی۔ عاشر نے کافی کا مگ لیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

روایتی جملوں سے شروع ہوئی گفتگو پپا کے کام کو سراہتے ہوئے ابرار کے کام کو سراہتے ہوئے کافی دیر چلتی رہی۔

"میری ٹانگ کے معائنے کے لیے فزیوتھراپسٹ دو سال ہوئے ہیں۔ اور اتنے قابل ہیں کہ فزیوتھراپسٹ ہونے کے ساتھ ساتھ انہوں نے چیمبر آف کامرس کے ساتھ تعاون کر کے اس فورم کی بنیاد ڈالی ہے۔ اس فورم کے نیچے چلنے والی ہیلپ لائن "ہاتھ بندھے" ہے۔ ابرار بھی ممبر ہیں۔" عاشر بھی بتا رہا تھا۔

"خوب! خوب۔" تعارف بھی کروایا۔

"پپا اب ہمیں لفٹ کمیشن کا سامنا ہو گا۔" ابرار نے دو سراغ دیا۔

"لگتا ہے بیٹا۔ کمیشن کا مزا بھی اسی وقت آتا ہے جب مدمقابل زور آور ہو۔" پپا کا چہرہ مسکراتا ہوا تھا۔

"اس سے پہلے میں "نیلی گروپ آف انڈسٹریز" کے روح رواں سے ملنے کا خواہش مند ہوں۔ ابرار جتنی جلدی پاسبل ہو تم میری میٹنگ طے کرواؤ۔ لاک جینئس بندے سے ملنا اس کی توہین ہے۔"

"آپ ان دنوں آسٹریلیا گئے ہوئے تھے۔ میری اک بار ملاقات تو ہوئی ہے اس کے آفس سے مگر بے حد مصروف۔"

"پپا کا اشتیاق دیکھ کر اب مجھے بھی "نیلی گروپ" کے کرتا دھرتا سے ملنے کا اشتیاق ہو رہا ہے۔ کیا کیا کر دیا انہوں نے؟" عاشر نے مصنوعی اشتیاق کا اظہار کیا۔ اور حقیقت اس جیسے خود غرض شخص سے کچھ

ہو رہے ہیں۔ ایک لمحے کے لیے عاشر کا دل بند ہوا۔ اس کے بعد وہ "ماں جیسی" کو اس کے سب سے بڑے خوف سے نجات دلانے کے لیے تیار ہو گیا۔ اس کی ماں کی سہیلی اکثر ملاقات کے لیے آتی تھیں۔ اس دن بھی وہ آئی ہوئی تھیں۔ عاشر خاموشی طاری تھی۔ ان کے ہاتھوں کو تھام کر بولا۔

"آنٹی! آپ کو ایک بات بتانی ہے۔"

"ہاں بیٹا! بولو۔" وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

"آنٹی! میں نے ایک لڑکی سے محبت کی تھی۔ اس نے میرا دل توڑ دیا۔ میں نے اس کو معاف کر دیا ہے۔ آپ بھی مجھے معاف کر دیں۔" عاشر نے ان کے ہاتھوں کو تھام کر بولا۔

"ہاں بیٹا! میں نے تمہیں معاف کیا۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔

"آنٹی! آپ کو بھی اس سے ملنا ہے۔ وہ آپ کی بیٹی ہے۔" عاشر نے ان کے ہاتھوں کو تھام کر بولا۔

"ہاں بیٹا! میں ملوں گی۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔

"آنٹی! آپ کو ایک بات بتانی

آپ کا کام ختم ہوا تھا۔ مجھے لگا ہی تھا کہ اچانک موبائل بج اٹھا۔ اس نے سر جھٹک کر خود کو ہوش میں لانے کی کوشش کی اور موبائل کان سے لگا لیا۔

"ہیلو! میں بول رہا ہوں۔" موبائل جاسنتھ نے کہا تھا۔ "ہاں بولو۔" اس نے چارلی سے شائستگی کا لبادہ اتار پھینکا تھا۔ "سر! آپ کے شائستہ رویے کی وجہ سے ہی تو میں آپ کو رپورٹ کرتا ہوں۔" چارلی نے شکوہ کیا تھا۔ "اوکے! بولو۔" اس نے اکتاہٹ سے کہا تھا۔ "سر! وہ لڑکی آپ کے ہوٹل میں ہے۔" چارلی نے اطلاع دی تھی۔ "کون لڑکی؟" اس نے الجھ کر پوچھا تھا۔ "سر! وہ لڑکی جو آپ کے ساتھ آئی تھی۔" چارلی نے یاد دلایا تھا۔ "اوہ! اچھا اچھا۔" اس نے سر جھٹک

نظر ڈالی وہ لاؤنج میں بہت سے لوگوں میں گھری ہوئی تھی۔ سب انتظار کی تیاری میں اچھا خاصا وقت گزار چکے تھے۔ اس وقت وہ کسی سے گفتگو کر رہی تھی۔

"ہیلو آئی ایم اذلان ارتضیٰ۔ میں مسز ہادی کا فرسٹ کزن ہوں۔"

"جی میں جانتی ہوں۔"

"مسز ہادی نے آپ سے ابھی اور اسی وقت ملنا چاہا ہوگا۔"

"جی آپ اپنا عمل اندوز شن ڈرا میں۔"

"ساری فارملیٹیز بھلا دیں گا لیکن نیکسٹ پوسٹ فیس۔"

"ہوں ریفرنس؟"

"ہماری میٹنگ پرسنل ہوگی۔"

"پرسنل۔" اک لمحے کو اس پر خاموشی طاری رہی۔

"اوکے۔" وہ راضی ہو گیا۔

چند اور وقت ملنے کرکے اس نے موبائل آف کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اک دوسرے کے مقابل تھے۔ گرے جینز بلیک شرٹ اور گرے جیکٹ میں شاندار پرسنالٹی والے شخص کو اپنی ٹیبل آتے دیکھ کر ہادی اذکار اٹھ کھڑا ہوا۔ بلیک اسٹائلش پرنٹڈ شرٹ پہ بلیک جینز پہنے ہادی اذکار کو اس نے نظروں ہی نظروں میں سراہا۔

"ہیلو! آئم اذلان ارتضیٰ۔" اس نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ ہادی نے بھی ہاتھ بڑھایا۔

"ابھی میں یہی سوچ رہا تھا میں آپ کو پہچانوں گا کیسے؟ پھر خیال آیا کہ جب میرا ہم جانتے ہیں تو ملنے کے خواہشمند ہیں تو یقیناً پہچاننے کا فریضہ بھی آپ ہی انجام دیں گے۔" اس نے مسکراتے ہوئے ہادی اذکار کو غور دیکھا۔

"کیا ہم پہلے بھی مل چکے ہیں؟" استفسار ہوا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"یہ ہماری پہلی باضابطہ ملاقات ہے۔ میں نے آپ کی انگیجمنٹ میں آپ کو دیکھا تھا۔"

"اچھا میں نے آپ کو"

"آپ نے انگیجمنٹ کی تھی؟"

"جی۔" آنکھوں میں سوال سجائے وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"میں منگیتر ہوں۔"

"آپ کی انگیجمنٹ ہو چکی ہے؟"

"جی فسٹ فیز۔"

"پیار کرتے ہیں اپنی منگیتر سے؟" ہادی اذکار کے استفسار پر سکل اور ابرو نے سوال۔ ہادی اذکار نے غور سے دیکھا تھا۔

"انگیجمنٹ ہوئے چند ماہ ہوئے ہیں۔ پیار تو ہو ہی جائے گا فی الحال تو کمٹ منٹ ہے۔"

"جب آپ پیار نہیں کرتے تو انگیجمنٹ کیسے کر لیا؟ انگیجمنٹ اپنے پیار سے ہی اچھی لگتی ہے۔ باقی رہی کمٹ منٹ تو کمٹ منٹ کی دو کیٹگریز ہوتی ہیں۔ نمبر ون کیٹگری کو ہادی اور نمبر ٹو کیٹگری کو ولی کہتے ہیں۔ ہادی چیزوں سے جب ہم کسی کو اپنا پابند کرتے ہیں تو یہ ہادی کمٹ منٹ کہلاتی ہے۔ کسی کے دل میں پیار جگا کر جب کسی کی زندگی بن بیٹھتے ہیں کوئی ہردم ہمیں چاہتا ہے تو یہ ولی کمٹ منٹ کہلاتی ہے۔ آپ نے کون سی کمٹ منٹ کی ہے؟" گہرے بھورے پہ اس نے اذلان ارتضیٰ کو توصیفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہادی اور آپ نے غالباً ولی؟" استفسار میں نظریں اس کی ساحر آنکھوں میں گڑی تھیں۔ وہ دلکشی سے مسکرا دیا۔

"ہوں۔" ساتھ ہی سر مخصوص انداز میں اثبات میں ہلا دیا۔

"بلیدھا میری منگیتر ہے یہ جانتے ہوئے بھی آپ کا دھڑلے سے اقرار مجھے اچھا لگا۔ بریو اینڈ بولڈ۔ سٹائلش ہے آپ کی۔"

"تھینک یو سو کمپلیمنٹ فار می۔" اس کی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔ ان کا آرڈر سرو ہوا تو اک چند ثانیے خاموشی رہی۔

...ہی ہوں گے میں نے اب بیڈ ...ہاں "اقبال" نے سب پر اگلی چھوڑے ...ٹھیرے... تلس بھی نیچے میں اب کرنے ...ہوئے اس نے اشتیاق ظاہر کیا۔

...پسند ہیں۔ شاید ہلکا بھی ...اس کے بعد آپ لیٹ ہو گئے اور یوں میری ...فی میں غور کرتے ہوئے اس ...لگنے پر بے ساختہ ہنس دیا۔

...کافی سے زیادہ انٹلیجنٹ ہیں۔"

...کمپلیکشن ماشاء اللہ کافی فیئر ہے ...بھی تو آپ کو "رقیب روسیاہ" نہیں کہہ سکتا۔ ...کو رخصت دینے کا مقصد ساری ہچویشن آپ کے ...میں لانا تھا۔ اب جب آپ سب جان گئے ہیں' ...بارے پالیٹ سے باخبر ہیں۔ منگیتر سے کوئی ٹف ...دلی بھی ہیں ہے تو آپ ہم دونوں کے بیچ سے ہٹ ...ہمیں ایک ہونے کا موقع فراہم کریں تاکہ ہم آپ ...شکر گزار رہیں۔" بات کے اختتام میں اس نے ...کمپ لیا۔

"اور نے؟" ہادی اذکار نوذلز مسارت سے فورک پہ ...رہا تھا۔

"اور نے۔" اس نے ارد گرد نظریں دوڑاتے ...ہوئے رکھ دیا۔

"ہو سکتا ہے۔ ہو فورک آپ کے ہاتھ میں ...اس سے آپ کی آنکھیں نکال دوں۔ یہاں سے نکلتے ...ہی ... آپ کو حادثہ بھی پیش آسکتا ہے۔ آپ ...خواستہ معذور بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی نہ ہو تو عین ...شادی والے روز آپ کڈنیپ بھی ہو سکتے ہیں۔ بارات ...آنے کے باعث عزت کا خیال کرتے میرے دولہا ...بننے کے چانس بھی بن سکتے ہیں۔" وہ گویا تھا اور ہادی ...لگا رہتے ہوئے پانی کی تلاش میں نظر دوڑا رہا تھا۔ اس ...نے گلاس بھر کر اس کی طرف بڑھایا۔

"اتنے برے خیالات ہیں میرے بارے میں؟" اس نے مزا لیا۔

...ہادی نے ہنستے ہوئے اس کے ...سے گلاس لیا۔ "...ہنسنے ...در رکھی۔

"ہنسنے ...آپ ...شرافت چیز ...اب وہ ...لے ...ہو ...ہیں۔" وہ ...تھا۔

"وہ اگر میں ...ہونے ...دینا چاہوں تو۔" وہ مسکراتی نظروں سے ...تھا۔

"کیا مطلب؟" ہادی میز ...نظریں اس پر مرکوز ...ہوا۔

...نے بجا فرمایا تھا دوست ...سے اچھی لگتی ہے۔ میرا ...اور ...کی پسند ہے۔ فضا میری فرسٹ کزن ...ہمارے ...پسکل پراجکٹ ...فورس کر کے انگیجمنٹ کرائی۔ میں ...شرط پہ کہا تھا کہ سیکنڈ میرج فضا سے ہو گی۔ کوکہ ...کے ساتھ زیادتی ہوتی۔ میں کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھا اور قدرت نے ... فراہم کر دیا۔ تم نے ایکٹ ...سے میری جان چھڑائی۔ آپ ...کیا انعام لو گے؟"

"انٹرسٹنگ۔" وہ محظوظ ہوا۔

"رقیب کی نسبت سے میں کافی برے خیالات ساتھ لایا تھا مگر تم واقعی بہت اچھے ہو۔ اگر میری کوئی سالی ہوتی تو میں تمہیں ہم زلف ضرور بناتا۔ خلص رہے گی تم سے کوئی رشتہ نہ جوڑ سکا۔" اذان ارتضیٰ اور ہادی اذکار' دو بے حد زبردست بندے ایک دوسرے کے لیے مخلص تھے۔

"تمہاری خلص میں دور کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ تم انٹرسٹڈ ہو۔"

"کیسے؟"

"چاہو تو میری ہونے والی بیوی کو بہن بنا لو اس سے تم میرے سالے بن سکتے ہو۔ پھر تم جیسے

[illegible] کی تمنا ہوتی ہے۔ ساحلیں کس [illegible] رہتی ہیں [illegible] کرتی ہے کہ [illegible] رہنے والا [illegible] کرا ہے اور اسے [illegible] آسمان [illegible]

رمضان المبارک کا وہ [illegible] چل رہا تھا۔ عید قریب آرہی تھی۔ سوشلائٹ سینٹرز اور بیوٹی پارلرز کی رونق دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے شہر کی پوری آبادی اک جگہ جمع ہو گئی ہو۔ بلیچنگ اور فیشل کی مصروفیت بھی بڑھ گئی تھی۔ عید کے بعد چونکہ شادیوں کا سیزن ہوتا ہے۔ سو آج کل وہ بیوٹیشنز ڈریسز کے ڈیزائنز "لیٹسٹ اینڈ بیسٹ کلیکشن" میں بے حد مصروف تھیں۔ عبادات و کاموں [illegible] رہے تھے۔ ظاہر ہے سب کچھ ٹھیک تھا مگر کہیں کچھ کمی تھی۔ اک کھٹکتی تھی۔ جو بڑھتے جارہی تھی۔ ہادی ہر دم اس ہی نام کا ورد کرتا رہتا تھا۔ ان گیجٹ کے بعد "وہ" شب و روز بدل جاتے ہیں۔ منگیتر کے ساتھ "تو" تک ہو لمبی تک فون پر رابطہ رہتا ہے۔ شروع میں ہادی افکار نے ڈنر کی آفر کی تھی۔ جواب میں اس نے انکار کردیا تھا۔ اک بار اس نے کال بھی کی۔ کوک دونوں کا انداز فارمیلیٹی نبھانے والا ہوتا تھا۔ سو کوئی بے تابی وارفتگی نہ ہو سکی۔ رنگ تو وہ اسی رات اتار چکی تھی۔ اپنی جگہ بنانے کی نہ ہادی نے کوشش کی نہ اس نے بڑھ اس کے رابطہ نہ کرنے پر وہ اس کی شکر گزار تھی۔ اسے من نہیں کرنا نہیں آتا تھا۔ نہ وہ کرنا چاہتی تھی۔

رمضان المبارک کے دن تھے اور اسے پچھلے سال کے شب و روز یاد آرہے تھے۔ اذان اور تھی روزہ تھی پہ اسے کال کرکے اٹھاتا تھا۔ وہ "اٹھ گئی ہوں۔" کہہ کر پھر سو جاتی تھی۔ نجانے کیسے اسے خبر ہو جاتی تھی کہ وہ سو گئی ہے۔ تب وہ دوبارہ کال کرتا تھا۔

"لڑکی! اٹھ جاؤ سحری کا وقت ختم ہونے میں [illegible] منٹ باقی ہیں۔"

"اب دس منٹ باقی رہیں تب فون کرنا۔" وہ شان سے کہتی اور وہ اس کی ڈھٹائی پہ تاسف سے کہتا

دیں گی۔"

"ہاں ہاں ضرور دیں گے۔" وہ چڑ گئی اور وہ مصنوعی خفگی سے رہ جاتا۔

اب عمری کے وقت اس کے فون منتظر رہتے کہ شاید وہ فون کرے۔ شاید ملنے آجائے اس کی پوری اے اندر سے منتشر کر رہی تھی۔ وقت نے بہلا دیا تھا۔

○ ○ ○

ہاری افکار کے گھر سے معذرت کے ساتھ رنگ بھیج دیا گیا تھا۔ بھیا اور ابرار کے لیے اچھے کی تھی۔ ازدان ارتضیٰ عاشر سینا کو اعتماد میں لے کر بیٹی حقیقت سے باخبر کرچکا تھا۔ وہ دنوں آپے بیٹھے نے اور بھیا کو کنوس کرنے کی پوری سی کوشش کر رہے تھے۔

ازدان ارتضیٰ کی "مسنڈی پر ستائش" ابھی بھیا پہ مکمل نہیں ہوئی تھی۔ سب سے بڑھ کر بلیجا ہارون کی دلگرفتگی ان کی نظر میں تھی۔ باپ کی حیثیت سے بیٹی کی خوشیوں کے لیے ہاں کردی۔ ساتھ ہی طے کیا کہ التمسوں ہفتے میں افطار پارٹی کا اہتمام کیا جائے گا ساتھ ہی منگنی کا فریضہ بھی انجام پائے گا۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔ ازدان ارتضیٰ ان دنوں ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔

"بھابھی کیا ہی اچھا ہوتا جو آپ منگنی کے بجائے نکاح کا پروگرام بھی طے کر آتیں۔"

"زیادہ تیز رفتار کی ضرورت نہیں ہے۔ خود تو محترم کی خوشی سے ہاں ہے اور میری اکلوتی بہن کا ذرا خیال نہیں۔ کچھ تو کہہ کر سب کو پابند کردیا ہے۔ خود بھی لاتعلقی برقرار رکھے ہوئے ہو۔ کتنی دلگرفتہ نظر آرہی ہے وہ ان دنوں۔ کم سے کم اسے یہ تو جتانے دو کہ وہ اب ہاری نہیں رہی۔" سینا اس کی کلاس لے رہی تھی۔

"رمضان المبارک کا آخری عشرہ چل رہا ہے بس کچھ دنوں ہی کی تو بات ہے۔ آپ پلیز اسے بے خبر ہی

محبت ہے۔ تمہیں نہیں۔"

"اچھی بات ہے اپنی قسمت پر اعتماد ہے۔ اب ہم بات آگے بڑھا سکتے ہیں۔" وہ کہتا جا رہا تھا اور وہ سکتے کے عالم میں چپ بیٹھی تھی۔ دل بھر میں ساری بدگمانی دھل گئی۔

"تم یہ سب پہلے بھی تو بتا سکتے تھے اگر ہو مارے حیرت کے میرا برا حال ہو جاتا؟ تمہارا کیا ہے چل دیتے کسی اور کو رنگ پہنانے۔"

"اتنی شدید جلن؟" اس نے سیدھا ہو کر ہاتھ پیٹھ پر باندھ لیا۔ مسکراتی نظریں اس کا طواف کر رہی تھیں۔

وہ خاصا ہوا کے بے حد قریب تھا۔ عین اسی وقت "چاند نکل گیا" کا شور اٹھا۔ دونوں کی نظریں آسمان کی طرف اٹھ گئیں۔ شوال کا باریک چاند بدلیوں سے نکل رہا تھا۔ نیا چاند اپنے ساتھ ان کی دائمی خوشیوں کی نوید لایا تھا۔ آنکھیں بند کر کے دونوں نے ایک ہی دعا کی تھی ان کی رفاقت کا ہر لمحہ خوشیوں سے معمور رہے۔ آسمان کے چاند سے نظر پھیر کر اس نے اپنے چاند کو بھرپور نظروں سے دیکھا۔ دعا کو ہاتھ اٹھائے پلکیں موندے۔ ہلتے لب دعا گو تھے۔ تھن میں پروہا رنگ آج بھی اس کے گلے کی زینت بنا ہوا تھا۔ تیسری انگلی میں اس کے نام کی رنگ جھلملا رہی تھی۔

"کیا سوچ رہے ہو؟" ہاتھ چہرے پہ پھیر کر استفسار کیا۔

"اتنا خوش لوگوں نے محبت کو بدنام کیا ہوا ہے۔ میں تمہارا شکر گزار ہوں۔ تمہاری محبت نے مجھے سنوار دیا ورنہ نجانے میں آج کہاں ہوتا۔" اس شخص کی خاموشی، جدائی نے اسے کتنا بے کل کیا تھا آج جب اس کے روبرو جنوں و محبت کا اظہار کر رہا تھا تو دل کی بستی میں گلاب رت اتر آئی۔

"جدائی کے لمحوں میں مجھ۔ کھلا میں کچھ بھی نہیں تمہارے بغیر؟" اعتراف جنوں کا دلکش انداز تھا "کوئی دوسری نہیں ملی؟" چڑاتے ہوئے اس نے خاموشی سے اس ساحر کو دیکھا۔ جو ہر پل جادو کرتا تھا۔ مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اس نے اس کی تیسری